JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 15, Issue: 01, October –December 2021

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

وباؤں کی نوعیت وحیثیت: مسیحی تھیالوجی کے تناظر میں

The Nature of Pandemics in the perspective of Christian Theology

*Prof. Dr. Muhammad Zia ul Haq**
Director General, Islamic Research Institute, IIUI, Islamabad.

*Dr. Muhammad Riaz Mehmood**
Associate Professor, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad.

Abstract

Religious literature and its interpretations have a significant role in the studies of the nature and history of different pandemics. The present study aims to discuss the view point of Christianity about pandemic situations. It also tries to analyze the perceptions about the pandemics in different Christian theological perspectives. The Bible has mentioned a number of pandemics as heavenly whips and the Bani Israel adopted the method of quarantine to avoid their spread. The quarantine period ranged from seven days for some diseases to indefinite period for others. According to the teachings of Christianity, God is the Superior Being and it is imperative for human beings to have complete faith in Him in all kinds of circumstances. He has the power to eliminate all kinds of disasters, including epidemics and pandemics and does not cause human sufferings unnecessarily. However, it is not correct to say that every pandemic is the result of human sins and faults. In fact, God's wisdom may sometimes not be understandable to human beings. Satan can inflict pandemics on people, but he cannot go beyond the limits set by God. There are several reasons for the outbreak of pandemics as per Christian thought: sometimes they are a punishment for people's sins; sometimes they are just a warning, sometimes they are a sign for moving towards the Day of Judgment and sometimes they are a test of human perseverance. They provide an opportunity to man to improve his relationship with God through forgiveness, repentance, hope and reformation. Sometimes, they offer a stimulus for the awakening of faith. For Christians, there is no issue in agreeing to any or all of these options. It is reassuring to know that God

CC BY

has not left human beings alone and helpless in such a situation, but has provided valuable guidance in the form of His teachings.

Keywords: *Bani Israel, Bible, Christian, God, Pandemics, Quarantine, Theology*.

1۔ موضوع تحقیق کا تعارف، اہمیت اور پس منظر

وبائیں تاریخ کے مختلف مراحل میں انسانوں کو پریشان کرتی رہیں۔لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہوئے کہ وبائیں کیوں آتی ہیں؟ ان کے کیا اثرات ہوتے ہیں ؟اور ان سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟ بعض حلقے انسانوں کی اغلاط ، کم عقلیوں اور لاپرواہیوں کو وباؤں کے اسباب قرار دیتے ہیں۔ بعض گروہ سیاسی اور معاشی محرکات کی خبریں بھی دیتے ہیں۔ بہت سے طبّی و سائنسی پہلوؤں پر بھی آراء سامنے آئی ہیں۔ تاہم اگر مذہبی حوالے سے اس صورت حال کو دیکھا جائے تو بہت سے سوالات ایسے ہیں جن کا جواب تلاش کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ مذہب سے وابستہ لوگ خصوصاً سامی ادیان کے حاملین اس عقیدہ کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس کارخانۂ حیات کو ایک عظیم اور لازوال ہستی چلا رہی ہے۔ وہ دنیاوی حالات و واقعات کو بالعموم اور وبا کی طرح کے عالمگیر نوعیت کے مسائل کو بالخصوص خدائی اور الہیاتی تناظر میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس ضمن میں مذہبی حلقوں کو بہت سے علمی و نظریاتی اور فکری چیلنجز کا سامنا ہوتا ہے۔ ایسے سوالات سامنے آتے ہیں جن کا براہ راست تعلق دینی فکر کی اساس سے ہوتا ہے۔ وبا کے دوران خدا کہاں ہے اور کتنا طاقت ور ہے ؟ کیا وبا کا کوئی علاج خدا کے پاس ہے؟ کیا تمام معاملات دنیا خدا کے تابع ہیں؟ کیا خدا کسی خاص وبا کے سامنے عاجز آگیا ہے؟ کیا وبا کے ایام میں خدا انسانوں کی کوئی مدد کر سکتا ہے؟ یہ کیسے ممکن ہے کہ خدا اپنی مخلوق سے محبت کرے اور وبا تباہیاں لاتی جائے، اگر وبائیں لانا خدا کے اختیار میں ہے تو وہ انہیں لا کر کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے؟ کیا لوگ خدا سے ناامید ہو جائیں؟ وبا اگر ایک شیطانی کام ہے تو کیا ہم سب شیطان کے حوالے ہیں؟ وبا کو مسلط کرنے میں کیا خدائی حکمت کار فرما ہے ؟ خدا کی حکمتوں کو کیسے جانا جا سکتا ہے؟ کیا وبا انسانی گناہوں اور اغلاط کی سزا ہے؟ کیا یہ قیامت آنے کی پیشگی اطلاع ہے؟ کیا یہ انسان کے لیے امتحان و آزمائش کا معاملہ ہے؟ کیا یہ بیداری و تحرک کا تازیانہ ہے؟ خدا کی طاقت کے سامنے وبا کی حیثیت کیا ہے؟ ایسے سنجیدہ سوالات کے پراز حکمت ، ہمدردانہ ، واضح، تحقیقی اور تنقیدی معیارات کے حامل جوابات تلاش کرنا از حد ضروری ہے۔زیر نظر تحقیقی مضمون میں وباؤں سے متعلق مذکورہ بالا مذہبی سوالات کے جوابات کو مسیحی نقطۂ ہائے نظر کے تناظر میں تلاش کرنے کی علمی کوشش کی گئی ہے۔[1]

یہ تحقیقی مضمون پانچ اجزاء پر مشتمل ہے، پہلے جزو میں موضوع تحقیق کے تعارف ، اہمیت اور پس منظر کو واضح کیا گیا ہے، دوسرا جزو مسیحیت کے مذہبی ادب میں زیر بحث آنے والی وباؤں کے تذکروں پر مشتمل ہے نیز اس ضمن میں قرنطینہ سے متعلق بنی اسرائیل کے حفاظتی طرز عمل کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ تیسرے جزو میں وباؤں کے دوران خدا کی حیثیت اور اس کی طاقت کو واضح کیا گیا ہے ، اس ضمن میں خدا پر پختہ یقین ، خدا کی قدرت کاملہ ، وبا پر خدا کے اختیار اور خدا کی بہت سی حکمتوں کا انسانوں کے لیے ناقابل فہم ہونا مذکور ہے۔ یہ بھی واضح کیا گیا کہ شیطان مصیبتیں اور وبائیں لاتا ہے لیکن خدا کی مقررہ حدود سے تجاوز کا اختیار نہیں رکھتا۔ چوتھے جزو میں مسیحی عقائد و تعلیمات کے مطابق وباؤں کی مختلف حیثیتوں کا تجزیہ کیا گیا۔ ملاحظہ کیا گیا کہ کبھی تو وبا انسانی گناہوں کا نتیجہ ہوتی ہے اور

کبھی قیامت کا پیش خیمہ، کبھی یہ امتحان و آزمائش کی صورت میں سامنے آتی ہے اور کبھی بیداری و مستعدی کا باعث ہوتی ہے۔ وباؤں کے دوران صبر، امید، توبہ، نیکی اور نیک آدمیوں کی شفاعت کے اثرات کا مطالعہ بھی کیا گیا۔ پانچواں جزو خلاصۂ بحث پر مشتمل ہے۔

2۔ مسیحی مذہبی ادب میں وباؤں کا تذکرہ

عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید، دونوں کو مسیحیت کے مذہبی ادب میں اساسی حیثیت حاصل ہے، یہ دونوں عہد نامے مجموعی طور پر بائبل کہلاتے ہیں۔ بائبل کے اصطلاحی مترادفات کے ضمن میں کتاب مقدس، کلام مقدس اور عہد عتیق و عہد جدید کے اسماء و عنوانات بھی مستعمل ہیں۔[2] بائبل میں تاریخ انسانی میں ظاہر ہونے والی بہت سی عالمگیر وباؤں کا تذکرہ ہے، بہت سے اشارات ایسے ملتے ہیں جن سے وباؤں کی مختلف نوعیتوں کا حال معلوم ہوتا ہے۔ یہ اکثر آسمانی تازیانہ کی صورت میں سامنے آتی رہی ہیں۔ بائبل کے مطابق بنی اسرائیل کی مسافرت کے زمانہ میں چار مرتبہ وبا آئی،[3] مزید یہ کہ حضرت داؤدؑ کے زمانے میں بھی وبا آئی،[4] یہوواہ کے بادشاہ حزقیاہ کے زمانہ میں اسور کی لشکر گاہ میں بھی وبا کے مسلط ہونے کے اشارات ملے ہیں۔[5] بنی اسرائیل کے مصر سے خروج کرنے سے پہلے مصریوں پر بھی دس وبائیں نازل ہوئیں۔[6] انبیاء خاص طور پر یرمیاہ اور حزقی ایل وبا کو تلوار اور کال کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔ بائبل میں وباؤں کے اسباب اور ان کی نوعیتوں کا بھی ذکر ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ وبائیں دراصل نافرمان لوگوں پر سزا کے طور پر خدا کی طرف سے نازل کی جاتی تھیں۔[7] بنی اسرائیل پر آنے والی جن آفت نما وباؤں کا ذکر کیا گیا ان میں دریائے نیل کا خون میں تبدیل ہو جانا[8]، مینڈک[9]، جوئیں[10]، مچھر[11]، مویشیوں میں مَری[12]، پھوڑے[13]، آگ اور اولے بھی[14] شامل ہیں۔

بائبل میں جن بیماریوں کا ذکر براہ راست یا ضمناً ہوا ہے ان میں کوڑھ[15]، چیچک[16]، خارش[17]، پپڑی[18]، گنجا پن[19]، پھلبہری[20]، رسولی[21]، ورم[22]، بواسیر[23]، طاعون[24]، تپ دق[25]، میعادی بخار[26]، موسمی بخار یعنی ملیریا[27]، پیچش[28]، پیٹ کے کیڑے[29]، وبائی اندھا پن[30]، کثرت حیض[31]، سرطان[32]، جسم کے بعض حصوں میں پانی کے جمع ہو جانے کی وجہ سے سوزش پیدا ہو جانا[33]، گونگا پن[34]، لُو لگ جانا یعنی آفتاب زدگی (**Sunstroke**)[35] اور فالج[36] خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ وباؤں کی تاریخ اور ان سے نجات حاصل کرنے کے طریقوں کے ضمن میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ فرعون کی درخواست کے جواب میں حضرت موسیٰؑ نے دعا فرمائی تو وبا کا خاتمہ ہو گیا۔[37] بائبل میں وباؤں کے تذکروں کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں قرنطینہ (**Quarantina**) یعنی وبا کے دوران دوسرے لوگوں سے علیحدہ رہنے کو مفید عمل قرار دیا گیا ہے۔ قرنطینہ بنیادی طور پر اطالوی لفظ ہے جس کے معنی چالیس کے ہیں۔ قدیم زمانے میں متعدی بیماری کے مریض کو دوسرے لوگوں سے اکثر چالیس دن تک الگ رکھا جاتا تھا تاکہ چھوت سے بیماری اوروں کو نہ لگ جائے۔[38] بائبل کے مطابق قدیم دور میں بنی اسرائیل کو کہا گیا تھا کہ وہ وبا کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے قرنطینہ کریں۔ کچھ بیماریوں کے لیے سات دن کی مدت مقرر کی گئی جبکہ کچھ کے لیے غیر معینہ مدت تک آداب قرنطینہ کو ملحوظ خاطر رکھنے کی تعلیم دی گئی۔ بائبل میں روایت ہے:

"پھر خداوند نے موسیٰؑ اور ہارونؑ سے کہا۔ اگر کسی کے جسم کی جلد میں ورم یا پپڑی یا سفید چمکتا ہوا داغ ہو اور اس کے جسم کی جلد میں کوڑھ سی بلا ہو تو اسے ہارونؑ کاہن کے پاس یا اس کے بیٹوں میں سے جو کاہن ہیں کسی کے پاس لے جائیں۔ اور کاہن اس کے جسم کی جلد کو بلا کر دیکھے۔ اگر اس بلا کی جگہ بال سفید ہو گئے ہوں اور وہ بلا دیکھنے میں کھال سے گہری ہو تو وہ کوڑھ کا مرض ہے اور کاہن اس شخص کو دیکھ کر اسے ناپاک قرار دے۔ اور اگر اس کے جسم کی جلد کا چمکتا ہوا داغ سفید ہو پر کھال سے گہرا نہ دکھائی دے اور نہ اس کے اوپر کے بال سفید ہو گئے ہوں تو کاہن اسے سات دن تک بند رکھے۔ اور ساتویں دن کاہن اسے ملاحظہ کرے اور اگر وہ بلا اُسے ویں کی ویں دکھائی دے اور جلد پر پھیل نہ گئی ہو تو کاہن اسے سات دن اور بند رکھے۔ اور ساتویں دن کاہن اسے پھر ملاحظہ کرے۔" [39]

قرنطینہ سے متعلق یہ تمام تفصیلات احبار کے باب 13 کی ابتدائی چھیالیس آیات میں موجود ہیں۔[40] احبار کی چھیالیسویں آیت میں ہے کہ " جتنے دنوں تک وہ اس (مرض) میں مبتلا رہے وہ ناپاک رہے گا اور وہ ہے بھی ناپاک۔ پس وہ اکیلا رہا کرے۔ اس کا مکان لشکر گاہ کے باہر ہو۔"[41] قرنطینہ کے ایام میں مریض کے کپڑوں کے بارے میں بھی ہدایات دی گئی ہیں نیز جسم اور کپڑے کو دھونے کی اہمیت بھی واضح کی گئی ہے۔[42]

3۔ وباؤں کے دوران خدا کی حیثیت اور اس کی طاقت کے حوالے سے مسیحی نظریات

وباؤں نے انسانوں کے جسم و جان کو ہی مشقت و مصیبت اور الیہ و رنج میں مبتلا نہیں کیا بلکہ ان کے ذہن و شعور کو بھی بری طرح متزلزل کر دیا ہے۔ خوف و ہراس کی کیفیات اور غیر محفوظ ہونے کے احساسات نے انسان کو خدا کے بارے میں عجیب و غریب اور منتشر خیالات سے دوچار کر دیا ہے۔ بعض لوگ مذہب کی افادیت اور خدا کے وجود کے بارے میں تشکیک و تذبذب کا شکار ہو رہے ہیں۔[43] اس غیر یقینی اور انکار مذہب کی طرف تیزی سے بڑھتی ہوئی انسانی فکر کو الہیاتی و روحانی رہنمائی کی اشد ضرورت ہے۔ اس ضمن میں مسیحیت کا مذہبی ادب یہ وضاحت کرتا ہے کہ خدا عظیم و اعلیٰ اور بزرگ و برتر ہستی ہے۔ وباؤں کے دوران خدا کی حیثیت اور اس کی طاقت کا اندازہ کرنے کے لیے مسیحی فکر سے وابستہ درج ذیل علمی نکات پیش کیے جاتے ہیں۔

i۔ وبا کی صورت میں خدا پر پختہ یقین

وبا یا کسی بھی مصیبت میں بائبل کا درس یہ ہے کہ خدا پر مکمل بھروسہ کیا جائے، زندگی یا موت دونوں صورتوں میں خدا سپردگی بہت ضروری ہے، ایمان و یقین کا استحکام اور تعلیمات مسیح کی اطاعت بہر صورت ضروری قرار دی گئی ہے۔ بائبل کا بیان ہے کہ "خدا نے ہمیں غضب کے لیے نہیں بلکہ اس لیے مقرر کیا کہ ہم اپنے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے نجات حاصل کریں۔ وہ ہماری خاطر اس لیے مؤا کہ ہم جاگتے ہوں یا سوتے ہوں سب مل کر اسی کے ساتھ جئیں۔"[44] خدا سے یہ تعلق انسان کو امید فراہم کرتا ہے، یاد رہے کہ امید بہت بڑی قوت ہے، یہ لوگوں میں احساس پیدا کرتی ہے کہ انہیں دوسروں کی مدد کرنی چاہیے، اس سے انسان نڈر اور سخی ہو جاتا ہے، وہ مختلف ذرائع سے لوگوں کی مدد کرتا ہے۔ قحط، سیلاب، زلزلہ یا وبا کی صورت میں انسانوں کو معاشی بدحالی سے بچانے کے لیے

بائبل نے اس رویے کو مثالی قرار دیا کہ "میں تمہاری روحوں کے واسطے بہت خوشی سے خرچ کروں گا بلکہ خود بھی خرچ ہو جاؤں گا۔"[45] خدا پر کامل ایمان و یقین سے انسان کے قلب و ذہن پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں، خدا کی طاقت اور انسان کی بے ثباتی کو بائبل نے اس طرح واضح کیا کہ "تم جو یہ کہتے ہو کہ ہم آج یا کل فلاں شہر میں جا کر وہاں ایک برس ٹھہریں گے اور سوداگری کر کے نفع اٹھائیں گے اور یہ جانتے نہیں کہ کل کیا ہو گا۔ ذرا سنو تو! تمہاری زندگی چیز ہی کیا ہے؟ بخارات کا سا حال ہے۔ ابھی نظر آئے ابھی غائب ہو گئے۔ یوں کہنے کی جگہ تمہیں یہ کہنا چاہیے کہ اگر خداوند چاہیے تو ہم زندہ بھی رہیں گے اور یہ یا وہ کام بھی کریں گے۔"[46] مسیحی ایمانیات کے مطابق معاملات دنیا خدا کے حکم کے تابع ہیں، جینے مرنے اور ترقی و تنزلی کا اختیار خدا کے پاس ہے، صحت یا بیماری بھی اسی کی طرف سے آتی ہے، بائبل میں انسانی آواز کو گھاس اور خدا کی آواز کو پتھر سے تعبیر کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ "گھاس تو سوکھ جاتی ہے اور پھول گر جاتا ہے۔ لیکن خداوند کا کلام ابد تک قائم رہے گا۔"[47] ایک دوسرے مقام پر بتایا گیا کہ خدا کی باتیں سننا اور ان پر عمل کرنا ریت پر نہیں بلکہ چٹان پر گھر بنانے کے مترادف ہے۔[48] مزید وضاحت کی گئی کہ "خداوند ہم کس کے پاس جائیں؟ ہمیشہ کی زندگی کی باتیں تو تیرے ہی پاس ہیں۔"[49] ایسی تعلیمات کا ہی نتیجہ ہے کہ مسیحی فکر میں اچھے اور بُرے حالات میں کلام خدا ہی تسلی اور خوشی کا سامان فراہم کرتا ہے، تربیت کے اس اعلیٰ معیار کو پالینے کے بعد انسان اس یقین کا حامل ہو جاتا ہے کہ خدا پر بھروسہ بہت ضروری ہے، زندگی یا موت دونوں صورتوں میں خدا اس کا حامی و ناصر ہے، خدا اس کا خیر خواہ ہے، اس لیے موت آجانے کے باوجود بھی وہ بے آسرا نہیں ہے، بائبل نے اطمینان کی اس حالت کو اس طرح واضح کیا ہے کہ "جب میرے دل میں فکروں کی کثرت ہوتی ہے تو تیری تسلی میری جان کو شاد کرتی ہے۔"[50] ایک دوسرے مقام پر بتایا گیا کہ "خداوند شکستہ دلوں کے نزدیک ہے اور خستہ جانوں کو بچاتا ہے۔ صادق کی مصیبتیں بہت ہیں، لیکن خداوند اس کو ان سب سے رہائی بخشتا ہے۔"[51] خدا سے بندے کے تعلق کی ایک اہم جہت یہ ہے کہ وہ ہر حال میں خدا سے ڈرے، بائبل کے مطابق خدا نے یسعیاہ سے کہا کہ "جس سے وہ (لوگ) ڈرتے ہیں تم نہ ڈرو اور نہ گھبراؤ۔ تم رب الافواج ہی کو مقدس جانو اور اسی سے ڈرو اور اسی سے خائف رہو۔"[52] خدا خوفی کا یہ مفہوم درست نہیں ہے کہ خدا کائنات اور اپنی دیگر مخلوقات سے الگ تھلگ ہے یا وہ کسی سے محبت نہیں کرتا، انبیاء و رسل کی رہنمائی یہ ہے کہ خدا تنہائی پسند نہیں ہے، بائبل نے اس تصور کو یوں واضح کیا کہ "خدا باپ انتہائی مکمل اور کامل طور پر بیٹے کو جانتا اور اس سے محبت رکھتا ہے۔"[53] خدا ہر چیز سے بے نیاز ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی کسی غرض کے لیے کسی کا استحصال نہیں کرتا، وہ کسی سے لیتا کچھ نہیں اور دیتا سب کو ہے، بائبل میں ہے کہ "نہ کسی چیز کا محتاج ہو کر آدمیوں کے ہاتھوں سے خدمت لیتا ہے کیونکہ وہ تو خود سب کو زندگی اور سانس اور سب کچھ دیتا ہے۔"[54] خدا خوفی کا مظاہرہ کرنے والوں کو بہت کچھ عطا کیا جاتا ہے۔ بیان کیا گیا کہ "آہ تو نے اپنے ڈرنے والوں کے لیے کیسی بڑی نعمت رکھ چھوڑی ہے۔ جسے تو نے بنی آدم کے لیے اپنے توکل کرنے والوں کے لیے تیار کیا۔"[55]

خدا تمام جہانوں کا پانے والا[56]، سب کچھ دیکھنے والا[57]، صحت دینے والا[58]، غیرت مند[59]، زندہ و قائم رہنے والا[60]، محافظ و نگہبان[61] اور پاکی عطا کرنے والا[62] ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ اعلیٰ صفات ان حقائق کی عکاس ہیں کہ خدا مختلف اقسام کی وباؤں اور ان کے ہمہ جہت اثرات سے پوری طرح آگاہ ہے، اس کی کارفرمائی کائنات کے نظام میں پوری طرح موجود ہے، وہ دنیا سے لاتعلق نہیں ہے، اس کی نعمتیں اور رحمتیں ہر لحظہ روبہ عمل ہیں، اس نے وبائیں بھیج کر کچھ غلط نہیں کیا بلکہ یہ سب کچھ خدائی ارادے کی تکمیل میں ہوا ہے، انسان کا یہ فرض منصبی ہے کہ وہ وباؤں کی آمد کے اسباب تلاش کرے اور ان سے نجات حاصل کرنے کے لیے الہیاتی رہنمائی سے استفادہ کرتے ہوئے روحانی و عملی تدابیر اختیار کرے۔

ii۔ خدا کی قدرت کاملہ وبا کو ختم کر سکتی ہے

مسیحی نقطۂ نظر کے مطابق خدا قادر مطلق ہے اور وباؤں سمیت تمام آفات و مصائب کو ختم کرنے کی پوری طاقت و صلاحیت رکھتا ہے، وہ نظام کائنات میں اپنی مرضی پوری کرتا ہے، تاہم وہ انسانیت کو بلاوجہ اور بے مقصد مصیبت میں مبتلا نہیں کرتا، بائبل کہتی ہے کہ "کیونکہ اگرچہ وہ دکھ دے تو بھی اپنی شفقت کی فراوانی سے رحم کرے گا۔ کیونکہ وہ بنی آدم پر خوشی سے دکھ مصیبت نہیں بھیجتا۔"[63] خدا چونکہ صاحب حکمت ہے، وہ انسانوں کے فائدے اور اعلیٰ تر مقاصد کے حصول کے لیے مصائب کو بھیج سکتا ہے، بائبل کہتی ہے کہ "میں خدا ہوں اور کوئی دوسرا نہیں۔ میں خدا ہوں اور مجھ سا کوئی نہیں جو ابتداء ہی سے انجام کی خبر دیتا ہوں اور ایام قدیم سے وہ باتیں جو اب تک وقوع میں نہیں آئیں بتاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ میری مصلحت قائم رہے گی اور میں اپنی مرضی بالکل پوری کروں گا۔"[64] خدا کی مصلحت و حکمت کائنات کے تمام امور میں ہر وقت کارفرما ہے، وہ محض مستقبل کے واقعات سے واقف ہی نہیں بلکہ وہ ان واقعات کی فیصلہ سازی اور منصوبہ سازی کرتا ہے، ان کو اپنی مرضی و حکمت کے مطابق منعقد کرتا ہے، بیان ہوا ہے کہ "میں اپنے کلام کو پورا کرنے کے لیے بیدار رہتا ہوں۔"[65] ایک دوسرے مقام پر اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ "زمین کے تمام باشندے ناچیز گنے جاتے ہیں اور وہ آسمانی لشکر اور اہل زمین کے ساتھ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے اور کوئی نہیں جو اس کا ہاتھ روک سکے یا اس سے کہے کہ تو کیا کرتا ہے؟"[66]

خدا حاکم اعلیٰ ہے اور وہ کوئی بھی فیصلہ کر سکتا ہے، جس کام کا فیصلہ کرتا ہے اسے کر کے رہتا ہے، کوئی قوت اسے ایسا کرنے سے روک نہیں سکتی، ہر چیز یا واقعہ اس کی مرضی کا محتاج ہے، اس کا اختیار ہر جگہ چلتا ہے، وہ ہر چیز کا مالک و مختار ہے، وہ آسمان، زمین، سمندر[67]، انسان[68]، ہوا[69]، بجلی[70]، کیڑوں[71]، مچھلیوں[72]، چڑیوں[73]، قحط[74]، سورج[75]، فالج[76]، بخار[77]، ہر قسم کی بیماری[78] اور سفری منصوبوں[79] پر کامل اختیار رکھتا ہے۔ اس پس منظر میں زندگی کی ہر نعمت خدا کی عطا ہے، ہر سانس اس کے حکم سے چل رہا ہے، زندگی اور موت اسی کے ہاتھ میں ہے، بائبل میں ہے کہ "سو اب تم دیکھ لو کہ میں ہی وہ ہوں اور میرے ساتھ کوئی دیوتا نہیں۔ میں ہی مار ڈالتا اور میں ہی جلاتا ہوں۔ میں ہی زخمی کرتا اور میں ہی چنگا کرتا ہوں اور کوئی نہیں جو میرے ہاتھ سے چھڑائے۔"[80] تمام انسانی اعمال

خدائی حکم کے تابع ہیں، بیماری اور صحت اسی کی طرف سے آتی ہے، خدا چاہتا ہے تو انسان جیتا ہے، خدا چاہتا ہے تو انسان مرتا ہے، اس ایمان و یقین کے بعد وباؤں سے متعلق مسیحی عقیدہ یہ ہے کہ یہ خدائی حکم سے آتی ہیں اور خدا کی یہ سرگرمی مکمل طور پر بامقصد ہوتی ہے، اس مفہوم کے تحت بیماریوں کے خاتمے کے لیے خدا کی طرف رجوع کیا جانا بہت ضروری ہے۔

iii۔خدا کو وبا پر کامل اختیار حاصل ہے

وباؤں پر خدا کے مکمل اختیار کو تسلیم کرنا ہی عقل اور انسانی مفاد کا تقاضا ہے، خدا ہر چیز کا حاکم ہے اور اس کی حکومت پر کامل یقین بہت ضروری ہے، اسے اقتدار حقیقی کا اصل مالک سمجھنا ہی انسان کے لیے خیر کی خبر ہے، اس کے اختیارات ایام بیماری و وبا میں بھی مکمل طور پر قائم رہتے ہیں، انسانوں کو نقصان ہو جانے کی صورت میں بھی وہی خدا انہیں سنبھالتا ہے، دراصل وہ انسان سے زندگی واپس لینے کا اختیار رکھتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ موت پر بھی حاکم ہے۔ یہ عقیدہ درست نہیں کہ انسانی زندگی کا اختیار و فیصلہ خدا کے بجائے شیطان، وبا، کسی دہشت گرد یا محض کسی اتفاقی صورت حال کے ہاتھ میں سمجھ لیا جائے۔ دکھ، مصیبت اور بیماری کا خدا کی طاقت سے کامل اور براہ راست تعلق ہے، خدا اپنی طاقت و حکمت سے صورت حال کو بدلنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے، خدا کے اختیار کا خاتمہ انسانی عقل اور اس کے مفاد کے منافی ہے، انسان کے لیے خوش خبری یہ ہے کہ خدا کو لامحدود اور ابدی اختیارات حاصل ہیں، بائبل انسان کی رہنمائی اس طرح کرتی ہے کہ "خدا میں سمجھ اور قوت ہے۔ اس کے پاس مصلحت اور دانائی ہے۔"[81] دوسرے مقام پر بتایا گیا کہ "اس کے فہم کی انتہا نہیں۔"[82] خدائی علم و حکمت اور دولت کی فراوانی کو اس طرح واضح کیا گیا ہے کہ "واہ! خدا کی دولت اور حکمت اور علم کیا ہی عمیق ہے۔"[83] خدا کو کوئی واقعہ حیران، مجبور یا پریشان نہیں کرتا۔ وہ ہر حالت میں توانا، طاقت ور، مستحکم، بیدار اور متحرک ہے۔ کوئی بات یا خبر اسے انسانوں کے معاملات سے لاتعلق نہیں کرتی، بائبل کہتی ہے کہ "ہم تیری خاطر دن بھر جان سے مارے جاتے ہیں۔ ہم تو ذبح ہونے والی بھیڑوں کے برابر گنے گئے۔ مگر ان سب حالتوں میں اس کے وسیلہ سے جس نے ہم سے محبت کی ہم کو فتح سے بھی بڑھ کر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔"[84] خدا کی انسانوں سے محبت کو لازوال قرار دیا گیا ہے کہ "کیونکہ مجھ کو یقین ہے کہ خدا کی جو محبت ہمارے خداوند یسوع مسیح میں ہے اس سے ہم کو نہ موت جدا کر سکے گی نہ زندگی۔"[85]

انسانوں سے خدا کی محبت کو قصۂ یوسف کے پس منظر میں سمجھا جائے، حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے سخت زیادتی کی تھی، بائبل کے مؤقف کے مطابق انہوں نے اپنے اس بھائی کو تھوڑی سی نقدی کے عوض غلام بننے کے واسطے چھوڑ دیا تھا، مصیبت اور آزمائش کے ختم ہو جانے پر حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ "تم نے تو مجھ سے بدی کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن خدا نے اسی سے نیکی کا قصد کیا۔"[86] خدا کی یہ محبت کسی واقعہ کے بعد شروع نہیں ہوتی بلکہ ابتداء سے ہی وہ نیکی اور خیر کا ارادہ رکھتا ہے۔ خدا کی یہ محبت بیماری، مصیبت اور پریشانی کے لمحات میں انسان کی تسلی کا سامان ہے، خدا کو کسی واقعہ کے منعقد ہو جانے کے بعد نہیں بلکہ پہلے سے اس کا علم ہوتا ہے، اس کی مرضی اور حکم کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا، یسوع نے اس تصور کو اس طرح واضح کیا کہ "کیا پیسے کی دو چڑیاں نہیں بکتیں؟ اور ان میں سے ایک بھی تمہارے باپ کی مرضی کے بغیر زمین پر نہیں گر سکتی بلکہ تمہارے سر کے بال بھی سب گنے ہوئے

ہیں۔ پس ڈرو نہیں۔ تمہاری قدر تو بہت سی چڑیوں سے زیادہ ہے۔"[87]جب کسی چڑیا کی مجال نہیں کہ خدا کے ارادے کے بغیر زمین پر گر سکے تو کوئی بیماری، آفت یا وبا کس طرح انسان کو نقصان پہنچا سکتی ہے، انسان تو چڑیا سے بہت اعلیٰ مخلوق ہے، انسانی قدر و قیمت کی یاد ہانی کرانا خدا کی طرف سے امید اور تسلی کا ایک انمول انعام اور تحفہ ہے۔

iv۔ خدا کی بہت سی حکمتیں انسانوں کے لیے ناقابل فہم ہیں

مسیحی عقیدہ کے مطابق خدا اپنی مرضی کی مصلحت سے سب کچھ کرتا ہے،[88]اس کی حکمت کو سمجھنے کی کوشش ضرور کرنی چاہیے مگر ضروری نہیں کہ اس کی ہر حکمت انسان کی سمجھ میں آ جائے، خدا کے ارادے کے مقابلے میں انسانی فہم کی کوئی حیثیت نہیں، بائبل کہتی ہے کہ "جو اپنے ہی دل پر بھروسا رکھتا ہے بے وقوف ہے۔"[89]انسانی ذہن میں یہ سوال بار بار آتا ہے کہ وبا کو ختم کرنے کے لیے خدا کو فوری اقدامات کرنے چاہئیں، اس کے برعکس وبا ہر چیز تباہ و برباد کر رہی ہے اور خدا کی کوئی تدبیر انسانی عقل و فہم میں نہیں آ رہی، ایسی صورت حال کے لیے ہی ہدایت کی گئی کہ "سارے دل سے خداوند پر توکل کر اور اپنے فہم پر تکیہ نہ کر۔ اپنی سب راہوں میں اس کو پہچان اور وہ تیری راہنمائی کرے گا۔"[90]دوسرے مقام پر بتایا گیا کہ "پس تم انسان سے جس کا دم اس کے نتھنوں میں ہے باز رہو کیونکہ اس کی کیا قدر ہے؟"[91]انسانی علم و عقل تو محدود ہے، انسان کی سمجھ تو وہاں تک کام کرتی ہے جہاں تک خدا نے مختلف ذرائع سے اس کی رہنمائی کی ہے، بتایا گیا ہے کہ "جو اس (خدا) نے ہر طرح کی حکمت اور دانائی کے ساتھ کثرت سے (فضل) ہم پر نازل کیا۔ چنانچہ اس نے اپنی مرضی کے بھید کو اپنے اس نیک ارادے کے موافق ہم پر ظاہر کیا۔"[92]کورونا وائرس یا دیگر وباؤں کے بارے میں خدا کی حکمت عملی کیا ہے یا خدا کیا کر رہا ہے، ضروری نہیں کہ انسان اس سے متعلق علم اور اس کی حکمتوں کو سمجھ سکے، خدا کی راہیں انسانوں کے لیے بعض اوقات ناقابل فہم ہوتی ہیں، خدا تو ہر لحظہ مصروف عمل ہے، وہ بے شمار کام کرتا ہے، ضروری نہیں کہ انسان اس کے کاموں سے پوری طرح واقف ہوں، بتایا گیا کہ "اے خداوند میرے خدا! جو عجیب کام تو نے کیے اور تیرے خیال جو ہماری طرف ہیں وہ بہت سے ہیں۔ میں ان کو تیرے حضور ترتیب نہیں دے سکتا۔ اگر میں ان کا ذکر اور بیان کرنا چاہوں تو وہ شمار سے باہر ہیں۔"[93]خدا کی راہیں بے نشان ہیں، بتایا گیا کہ "واہ! خدا کی دولت اور حکمت اور علم کیا ہی عمیق ہے! اس کے فیصلے کس قدر ادراک سے پرے اور اس کی راہیں کیا ہی بے نشان ہیں!"[94]

v۔ شیطان مصیبتیں اور وبائیں لاتا ہے لیکن خدا کی مقررہ حدود سے تجاوز کا اختیار نہیں رکھتا

مسیحی تعلیمات کے مطابق دنیا میں مصیبتیں اور وبائیں لانے میں شیطان کا بھی ہاتھ ہے، مگر حتمی طور پر وہ آزاد نہیں ہے، اس کے ہاتھ بندے ہوئے ہیں، شیطان کے منفی کردار کی وضاحت اس طرح کی گئی کہ "وہ شروع ہی سے خونی ہے اور سچائی پر قائم نہیں رہا کیونکہ اس میں سچائی ہے نہیں۔ جب وہ جھوٹ بولتا ہے تو اپنی ہی سی کہتا ہے کیونکہ وہ جھوٹا ہے بلکہ جھوٹ کا باپ ہے۔"[95]شیطان بعض اوقات

انسانوں کو غیر معمولی طور پر تنگ کرتا ہے، بعض انسانوں کو باندھنے کے ضمن میں بائبل اس طرح شیطانی اعمال کی نشاندہی کرتی ہے کہ " پس کیا واجب نہ تھا کہ یہ جو ابرہام کی بیٹی ہے جس کو شیطان نے اٹھارہ برس سے باندھ رکھا تھا سبت کے دن اس بند سے چھڑائی جاتی۔"[96] شیطان کے انسانوں پر مظالم کی نشاندہی بائبل اس طرح کرتی ہے کہ "وہ (حضرت عیسیٰ) بھلائی کرتا اور ان سب کو جو ابلیس کے ہاتھ سے ظلم اٹھاتے تھے شفا دیتا پھرا کیونکہ خدا اس کے ساتھ تھا۔"[97] شیطان کی انسانوں سے بد سلوکی مختلف اشکال میں ہوتی ہے، وہ اس ضمن میں مکمل طور پر آزاد نہیں بلکہ وہ ایک رسی سے بندھا ہوا ہے، اس رسی کا اصلاً کنٹرول خدا کے ہاتھ میں ہے، وہ اپنی خباثت کو محدود پیمانے پر روبہ عمل لا سکتا ہے لیکن خدا کی مقرر کردہ حدود سے آگے جانے کی صلاحیت نہیں رکھتا، قصۂ ایوب اس ضمن میں ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ "خداوند نے شیطان سے کہا دیکھ اس کا سب کچھ تیرے اختیار میں ہے۔ صرف اس کو ہاتھ نہ لگانا۔ تب شیطان خداوند کے سامنے سے چلا گیا۔"[98] اسی مضمون کی وضاحت دوسرے مقام پر اس طرح ہے کہ "خداوند نے شیطان سے کہا کہ دیکھ وہ تیرے اختیار میں ہے۔ فقط اس کی جان محفوظ رہے۔ تب شیطان خداوند کے سامنے سے چلا گیا اور ایوب کو تلوے سے چاند تک دردناک پھوڑوں سے دکھ دیا۔"[99] شیطان کے ظلم کی ایک اور مثال یہ ہے کہ " شمعون! شمعون! دیکھ شیطان نے تم لوگوں کو مانگ لیا تا کہ گیہوں کی طرح پھٹکے۔ لیکن میں نے تیرے لیے دعا کی کہ تیرا ایمان جاتا نہ رہے اور جب تو رجوع کرے تو اپنے بھائیوں کو مضبوط کرنا۔"[100] انسانوں پر شیطان کے جسمانی تشدد کی وضاحت کے لیے بائبل کا بیان ملاحظہ ہو:

> "اور مکاشفوں کی زیادتی کے باعث میرے پھول جانے کے اندیشے سے میرے جسم میں کانٹا چبھویا گیا یعنی شیطان کا قاصد تا کہ میرے مکے مارے اور میں پھول نہ جاؤں۔ اس کے بارے میں میں نے تین بار خداوند سے التماس کیا کہ یہ مجھ سے دور ہو جائے۔ مگر اس نے مجھ سے کہا کہ میرا فضل تیرے لیے کافی ہے کیونکہ میری قدرت کمزوری میں پوری ہوتی ہے۔ پس میں بڑی خوشی سے اپنی کمزوری پر فخر کروں گا تا کہ مسیح کی قدرت مجھ پر چھائی رہے۔"[101]

بائبل کے ان بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ شیطان انسانوں کو مصیبتوں، بیماریوں اور مختلف اقسام کی بندشوں سے تنگ کرتا ہے مگر کائنات اور انسانوں پر اس کا اختیار محدود و ناکافی ہوتا ہے، وہ اپنی منفی روش کو جاری ضرور رکھتا ہے مگر حتمی اختیار خدا کے پاس ہونے کی وجہ سے اس کے ارادے مکمل نہیں ہو پاتے، اس پس منظر میں بعض اوقات وبا کا آنا بھی ایک شیطانی عمل ہوتا ہے، یقیناً خدا اس تکلیف دہ صورت حال کے خاتمے میں اپنا کردار ادا کرتا ہے، خدا اس ضمن میں مکمل قادر ہے اور فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے، شیطان کے اعمال کو روکنے کے لیے ضروری ہے کہ خدا کی مدد حاصل کی جائے، تکالیف اور مصیبتیں انسانوں کو غفلت کی نیند سے بیدار کرتی ہیں، یہ خدا کی طرف سے پیش منظر ہیں کہ انسانوں کی بداعمالیاں کس رد عمل کی مستحق ہیں، ان بداعمالیوں کی سزا دنیا میں ناقابل برداشت ہو چکی ہے تو آنے والے دنوں یعنی اخروی زندگی میں اس سے کئی گنا بڑی سزائیں اور تکلیفیں انسان کس طرح برداشت کرے گا، ضروری ہے کہ انسان شیطان کے نفسیاتی وجذباتی حربوں کو سمجھے، ان سے نجات پانے کے لیے خدا کی طرف رجوع کرے، خدا کی حکم عدولی چھوڑ دے، گناہوں کی ہولناکیوں کے نتائج پر غور کرے، اپنی اخلاقی و روحانی ابتری پر توجہ دے اور شیطان کی معاونت کا سلسلہ بند کر

دے، اسی رویے کو اختیار کر کے انسان شیطان کے مظالم سے نجات پانے کے لیے خدا کو آواز دے سکتا ہے، یقیناً خدا کی قوت شیطان کی قوت سے کہیں زیادہ ہے لیکن یہ انسان کا امتحان ہے کہ وہ کب اور کس طرح خدا کے دربار میں حاضر ہوتا ہے اور اس کو مدد کے لیے آمادہ کرتا ہے، اس قادر مطلق سے دعا کرتا ہے، اس کی عاجزی کرتا ہے، اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور شیطان کو منفی روش سے باز رکھنے کے لیے خدا کی مدد حاصل کرتا ہے۔

4۔ مسیحی اصول الدین کے تناظر میں وباؤں کی حیثیت و نوعیت

مسیحی عقائد و تعلیمات کے تناظر میں وباؤں کا آنا خدا کی ایک منظّم حکمت عملی کا نتیجہ ہے، خدا کے ہاں ان وباؤں کے اپنے اسباب و مقاصد ہیں، خدا کسی کو بلاوجہ تکلیف یا آزمائش میں مبتلا نہیں کرتا، وباؤں کی حیثیتیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں، کبھی یہ انفرادی یا اجتماعی طور پر انجام دیئے گئے گناہوں یا اغلاط کی سزا کے طور پر بھیجی جاتی ہیں، کبھی ان کے نازل ہونے کا مقصد انسانی دنیا کے خاتمے یعنی قیامت کے ظہور کا اشارہ کرنا ہوتا ہے، کبھی ان کے ذریعے انسانی عقل و شعور کا امتحان مقصود ہوتا ہے اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ ان جان لیوا اور خطرناک لمحات میں انسان خدا اور اس کے بندوں کے ساتھ کیسا رویہ رکھتا ہے، کبھی یہ وبائیں انسانوں کو اپنے اصل مقصد حیات کی جانب متوجہ کرتی ہیں اور خدا سے تعلق کو مضبوط کرنے کے لیے تحریک و ترغیب اور بیداری و ہوش مندی پر مبنی روحانی غذا فراہم کرتی ہیں۔ وباؤں کی حیثیت و نوعیت اور ان کی آمد کے اسباب و مقاصد کی تفہیم کے لیے کثیر الجہات مسیحی نقطۂ نظر کو درج ذیل نکات کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔

i۔ وبا انسانوں کی بداعمالیوں کی سزا ہے

وبا سے متعلق مسیحی فکر کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ خدا انسانوں کو ان کی بداعمالیوں اور اخلاق و کردار کی کمزوریوں کے نتائج دکھاتا ہے، یاد رہے کہ خدا کے احکام کو نظر انداز کرنا سب سے بڑی بداخلاقی ہے، جو لوگ نظری یا عملی طور پر خدا کی توہین کرتے ہیں خدا انہیں ان کی منفی سوچ کی بدصورتی دکھاتا ہے، اخلاقی ابتری اور گناہ کی وجہ سے مصیبتیں اور تباہیاں آتی ہیں،[102] اس کی وضاحت بائبل کے اس بیان سے بخوبی ہو جاتی ہے کہ "ایک آدمی کے سبب سے گناہ دنیا میں آیا اور گناہ کے سبب سے موت آئی اور یوں موت سب آدمیوں میں پھیل گئی اس لیے کہ سب نے گناہ کیا۔"[103] اس تصور کی آسان تفہیم اس طرح ہو سکتی ہے کہ گناہ کی وجہ سے دنیا میں تباہی و بربادی، بیماری و وبا اور مایوسی آتی ہے۔ گناہوں کے سبب ہی خدا عدالت کا نظام قائم کرتا ہے۔ بائبل میں ہے کہ "اس لئے کہ مخلوقات بطالت کے اختیار میں کر دی گئی تھی۔ نہ اپنی خوشی سے بلکہ اس کے باعث سے جس نے اس کو اس امید پر بطالت کے اختیار میں کر دیا کہ مخلوقات بھی فنا کے قبضے سے چھوٹ کر خدا کے فرزندوں کے جلال کی آزادی میں داخل ہو جائے گی۔ کیونکہ ہم معلوم ہے کہ ساری مخلوقات مل کر اب تک کراہتی ہے اور دردِ زہ میں پڑی تڑپتی ہے۔"[104] خدا کا طریقہ یہ ہے کہ وہ گناہوں کے بدلے میں سزا دیتا ہے اور بعض اوقات خبردار کرتا ہے، بائبل کہتی ہے کہ "کیونکہ وہ وقت آ پہنچا ہے کہ خدا کے گھر سے عدالت شروع ہو اور جب ہم ہی سے شروع ہو گی تو ان کا کیا انجام ہو گا جو خدا کی خوش خبری کو نہیں مانتے۔ اور جب راست باز ہی مشکل سے نجات پائے گا تو بے دین اور

گنہگار کا کیا ٹھکانا؟"[105] خدا کی خوش خبری کو نہ ماننا اور گناہوں کے ارتکاب کی روش کو جاری رکھنا سزاؤں کا باعث ہے۔ ہیرودیس بادشاہ نے خود کو دیوتا کہلایا تو اسے سزادی گئی، بائبل کہتی ہے کہ "اسی دم خدا کے فرشتہ نے اسے مارا۔ اس لیے کہ اس نے خدا کی تمجید نہ کی اور وہ کیڑے پڑ کر مر گیا۔"[106] بے دینی کی سزا ضرور ملتی ہے، بائبل کہتی ہے کہ "کیونکہ خدا کا غضب ان آدمیوں کی تمام بے دینی اور ناراستی پر آسمان سے ظاہر ہوتا ہے جو حق کو ناراستی سے دبائے رکھتے ہیں۔"[107] ہم جنس پرستی دیگر مذاہب کی طرح مسیحیت میں بھی گناہ کا درجہ رکھتی ہے، بنی اسرائیل کے بعض لوگوں نے جب اس لعنت کو اختیار کیا تو خدا نے ان کو سزادی، بائبل کہتی ہے کہ "اسی طرح مرد بھی عورتوں سے طبعی کام چھوڑ کر آپس کی شہوت سے مست ہو گئے یعنی مردوں نے مردوں کے ساتھ رُوسیاہی کے کام کر کے اپنے آپ میں اپنی گمراہی کے لائق بدلہ پایا۔"[108]

گناہ کے بدلے میں بعض اوقات سزادی جاتی ہے اور بعض اوقات محض خبردار کیا جاتا ہے، وارننگ اور تنبیہ کے اپنے اثرات ہوتے ہیں، تنبیہ کی اہمیت کو بائبل کے اس بیان کی روشنی میں سمجھنے کی ضرورت ہے کہ "اے میرے بیٹے! خداوند کی تنبیہ کو ناچیز نہ جان اور جب وہ تجھے ملامت کرے تو بیدل نہ ہو۔ کیونکہ جس سے خداوند محبت رکھتا ہے اسے تنبیہ بھی کرتا ہے اور جس کو بیٹا بنا لیتا ہے اس کے کوڑے بھی لگاتا ہے۔"[109] مسیحی تعلیمات کے مطابق تمام مصائب انسانی گناہوں کا نتیجہ نہیں ہیں، مثلاً حضرت ایوبؑ نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا، بائبل کہتی ہے کہ "عوض کی سرزمین میں ایوب نام ایک شخص تھا۔ وہ شخص کامل اور راست باز تھا اور خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا تھا۔"[110] نتیجہ یہ ہے کہ تکلیف یا وبا آنے کی صورت میں اپنا احتساب کیا جائے، یہ دیکھا جائے کہ کہیں یہ کسی گناہ کی سزا تو نہیں ہے، اسے کسی گناہ سے بچنے کی تنبیہ سمجھا جائے، اگر یہ تکلیف کسی گناہ کی سزا نہ ہوئی تو اس سے تقویٰ و پاکیزگی میں اضافہ ہوگا کیونکہ خود احتسابی ہمیشہ ترقی و خوش حالی کا باعث ہوتی ہے، مسیحیت اس تصور کو غلط قرار دیتی ہے کہ ہر دکھ، تکلیف، مصیبت یا بیماری انسان کی غلطی یا گناہ کا نتیجہ ہوتی ہے، بائبل کہتی ہے کہ "پھر اس نے جاتے وقت ایک شخص کو دیکھا جو جنم کا اندھا تھا۔ اور اس کے شاگردوں نے اس سے پوچھا کہ اے ربی! کس نے گناہ کیا تھا جو یہ اندھا پیدا ہوا۔ اس شخص نے یا اس کے ماں باپ نے؟ یسوع نے جواب دیا کہ نہ اس نے گناہ کیا تھا نہ اس کے ماں باپ نے بلکہ یہ اس لیے ہوا کہ خدا کے کام اس میں ظاہر ہوں۔"[111] مسیحیت کے وباؤں سے متعلق اس نقطۂ نظر کا تقاضا ہے کہ موجودہ وبا یعنی کورونا وائرس کے بارے میں ایک دوسرے پر الزام تراشی نہ کی جائے، یہ کہنا بھی مناسب نہیں کہ فلاں کی غلطی سے یہ وائرس پھیلا، اس سے اصلاح کے بجائے فساد پھیلتا ہے۔ البتہ انسانوں کو یہ ہدایت کی جائے کہ وہ خدائی احکام کی پیروی کرتے ہوئے گناہوں اور بداعمالیوں سے گریز کریں تاکہ ساری انسانیت کو اس اجتماعی سزا سے نجات مل سکے۔

ii۔ وبا قیامت کا پیش خیمہ ہے

مسیحی نقطۂ نظر کے مطابق کوئی وبا قیامت کے قریب ہونے کا نشان بھی ہو سکتی ہے۔[112] یعنی وبا دنیا کے ختم ہو جانے کا اشارہ ہے جس کے بعد لوگوں کے اعمال کا حتمی حساب لیا جائے گا اور انسانوں کے لیے جنت یا دوزخ کا فیصلہ ہو گا، اس پس منظر میں انسانوں کو وباؤں کی آمد پر اپنے مستقبل کی فکر کرنی چاہیے، بائبل کہتی ہے :

> " اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا اس کے شاگردوں نے الگ اس کے پاس آکر کہا ہم کو بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی؟ اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہو گا؟ یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ خبر دار ! کوئی تم کو گمراہ نہ کر دے۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے۔ خبر دار ! گھبرا نہ جانا ! کیونکہ ان باتوں کا واقع ہونا ضرور ہے لیکن اس وقت خاتمہ نہ ہو گا۔ کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کریں گی اور جگہ جگہ کال پڑیں گے اور بھونچال آئیں گے۔ لیکن یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہی ہوں گی۔ اس وقت لوگ تم کو ایذا دینے کے لیے پکڑوائیں گے اور تم کو قتل کریں گے اور میرے نام کی خاطر سب قومیں تم سے عداوت رکھیں گی۔ اور اس وقت بہتیرے ٹھوکر کھائیں گے۔ اور ایک دوسرے سے عداوت رکھیں گے اور بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتیروں کو گمراہ کریں گے۔ اور بے دینی کے بڑھ جانے سے بہتیروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائے گی۔ مگر جو آخر تک برداشت کرے گا وہ نجات پائے گا۔ اور بادشاہی کی اس خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہو گی تاکہ سب قوموں کے لیے گواہی ہو۔ تب خاتمہ ہو گا۔ "[113]

جنگیں، اقوام کا باہمی تناؤ، کال اور زلزلے قیامت کی نشانیوں کے طور پر بیان ہوئے ہیں، اس پس منظر میں وبائیں اور ان کے نتیجے میں ہونے والی عالمگیر تباہیاں قیامت کا پیش خیمہ ہیں، وبا قیامت کی یاد دہانی ہے، چوکس رہنے کا اشارہ ہے، تیار رہنے کی ہدایت ہے، بیدار رہنے کی دعوت ہے، یہ خدا کی طرف سے رحم و رحمت سے معمور پکار ہے کہ انسانیت ہوش کے ناخن لے اور توبہ و استغفار کا سامان کرے، قیامت کی پیشگی خبر وباؤں کی شکل میں دی جاتی ہے، اس پس منظر میں وبا ایک تنبیہ، الارم اور اشارہ ہے کہ دنیا کے حتمی خاتمے سے قبل انسانوں کے لیے مہلت ہے کہ وہ اپنے معاملات خدا کے ساتھ ٹھیک کر لیں۔

iii۔ وبا کے ذریعے انسانوں کی آزمائش کی جاتی ہے

کوئی بھی مشکل، مصیبت، بیماری یا وبا انسانوں کے لیے آزمائش و امتحان کی حیثیت رکھتی ہے، انسانی زندگی میں جب بھی ایسے لمحات آئے تو خدا کی طرف سے لوگوں کی آزمائش مقصود تھی، ان کو آزمایا گیا کہ وہ خدا کے کس حد تک تابع فرمان اور وفادار ہیں، وبا دراصل خدا سے تعلق اور اس کے ساتھ وفاداری کا امتحان ہے، دیکھا جاتا ہے کہ کوئی شخص محض ذاتی مفادات کے تحفظ کی فکر کرتا ہے یا اجتماعیت اور انسان دوستی کی طرف بڑھتا ہے، وہ اپنے دیگر بھائی بندوں کو کس نظر سے دیکھتا ہے، وہ لوگوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے، وہ روحانی فلاح کی راہ پر چلنے کے لیے کیا رویہ اختیار کرتا ہے، وہ اخلاقیات کے خدائی مقاصد کی تکمیل کرتا ہے یا خود غرضی کا ارتکاب کرتا ہے، وہ خدا کی پاک محبت کا سر چشمہ ہے یا ذاتی خواہشات کا مطیع و فرمانبردار، خدا کا روز اول سے یہ طریقہ ہے کہ وہ بندوں کو آزماتا ضرور ہے،[114] عبرانیوں کے خط کا مصنف واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ حضرت مسیحؑ بھی اس طرح آزمائے گے کہ " کیونکہ ہمارا

ایسا سردار کاہن نہیں جو ہماری کمزوریوں میں ہمارا ہمدرد نہ ہو سکے بلکہ وہ سب باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا تو بھی بے گناہ رہا۔"[115] آزمائش کا مقصد روحانی ارتقا، ایمانیاتی معیار کی پرکھ، جذبۂ اطاعت کی تصدیق، اصلاح کے مواقع کی فراہمی اور تنبیہ کا اعلان ہے، حضرت ابراہیمؑ کو بیٹے کی قربانی کا حکم دے کر آزمایا گیا،[116] حضرت ایوبؑ کی بھی کڑی آزمائش کی گئی،[117] خدا اپنے بندوں کو مختلف طریقوں سے آزماتا ہے۔[118]

وبا محض سزا ہی نہیں بلکہ بہت سے اوقات میں پاکیزگی اور تطہیر کا عمل بھی ہے، مسیحی فکر کا ایک پہلو یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ وبا لوگوں کے گناہوں کے سبب بھیجی جائے بلکہ اس کے ذریعے لوگوں کا امتحان لیا جاتا ہے اور ان کے درجات بلند کیے جاتے ہیں، بائبل کہتی ہے کہ "پس اب جو مسیح یسوع میں ہیں ان پر سزا کا حکم نہیں۔"[119] دوسرے مقام پر بتایا گیا کہ "خدا نے ہمیں غضب کے لیے نہیں بلکہ اس لیے مقرر کیا کہ ہم اپنے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے نجات حاصل کریں۔"[120] وبا سے موت آتی ہے اور موت کو للکارا گیا ہے کہ تو نے خدا کے فرماں بردار بندے کا کچھ نہیں بگاڑا:

> "اے موت تیری فتح کہاں رہی؟ اے موت تیرا ڈنک کہاں رہا؟ موت کا ڈنک گناہ ہے اور گناہ کا زور شریعت ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے جو ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہم کو فتح بخشتا ہے۔ پس اے میرے عزیز بھائیو! ثابت قدم اور قائم رہو اور خداوند کے کام میں ہمیشہ افزائش کرتے رہو کیونکہ یہ جانتے ہو کہ تمہاری محنت خداوند میں بے فائدہ نہیں ہے۔"[121]

وبا کے نتیجے میں ہونے والا سب سے بڑا نقصان انسانی جان کا ضیاع ہے، ایمانی استقامت کے نتیجے میں کسی کا مرنا گھاٹے کا سودا نہیں رہتا بلکہ دنیا سے رخصتی خدا سے ملاقات کا سبب ہے، یوں موت ایک نفع بخش معاملہ ہے، بائبل کہتی ہے کہ "میرا جی تو یہ چاہتا ہے کہ کوچ کر کے مسیح کے پاس جا رہوں کیونکہ یہ بہت ہی بہتر ہے۔"[122] دکھ برداشت کرنے سے اخلاق و کردار کی ترقی ہوتی ہے، بائبل کہتی ہے کہ "اگر ہم دکھ سہیں گے تو اس کے ساتھ بادشاہی بھی کریں گے۔"[123] اس پس منظر میں وبا کے مصائب اٹھانا شخصی پاکیزگی کا باعث ہے، بائبل کہتی ہے کہ "ہماری دم بھر کی ہلکی سی مصیبت ہمارے لیے از حد بھاری اور ابدی جلال پیدا کرتی جاتی ہے۔"[124] بیماری یا وبا محض تادیب ہی نہیں ہے، اس کیفیت کے ذریعے ممکن ہے کہ خدا انسان کو سکھانا چاہتا ہو کہ اسے شفا پانے کے لیے فوراً اپنے ایمان کو استعمال کرنے کے قابل ہونا چاہیے، بائبل کہتی ہے کہ "اچھا ہوا کہ میں نے مصیبت اٹھائی تاکہ تیرے آئین سیکھ لوں۔"[125] دوسرے مقام پر ہے کہ "باوجود بیٹا ہونے کے اس نے دکھ اٹھا اٹھا کر فرماں برداری سیکھی۔"[126]

مسیحیت میں دکھ اٹھانے، نقصان برداشت کرنے اور کسی چیز کو کھو دینے کی زبردست اخلاقی و روحانی اہمیت ہے، انسانی تجربات کا حاصل یہ ہے کہ درد کا صحت و اخلاق کے میدان میں بڑا نمایاں مقام ہے، درد ہمیں احساس دلاتا ہے کہ ہم خطرے میں ہیں، اسے اس مثال سے سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے ہاتھ کو آگ کے قریب لے جائے تو اس کا اعصابی نظام فوراً متحرک ہو جائے گا اور اس کی رہنمائی کرے گا کہ وہ اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لے، نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ شخص چوٹ لگنے، جل جانے یا کوئی بڑا نقصان اٹھانے سے بچ جائے گا، اس

طرح یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ درد کا ہونا اچھا نہیں، درد تو انسان کا تحفظ ہے، یہ آگے بڑھنے کا ڈھنگ سکھاتا ہے، تربیت کرتا ہے اور جسم وروح کو ترقی دیتا ہے، درد کو برداشت کر کے ہی کوئی شخص اچھا کھلاڑی، کوہ پیما، باکسر یا ایتھلیٹ بن سکتا ہے، اچھا اور کامیاب کھلاڑی بننے کے لیے ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ درد برداشت کرنے کی مشق کی جائے، مصیبت جھیلنے کی سر گرمی کردار کو بلند کرتی ہے، اس سے صبر و برداشت اور تحمل و وسعت کے مواقع پیدا ہوتے ہیں، انسانی رویے میں لچک پیدا ہوتی ہے، جس شخص نے کوئی دکھ یا درد برداشت نہ کیا ہو وہ ایک تجربہ کار، منجھا ہوا اور ماہر شخص کسی طرح ہو سکتا ہے، اس حقیقت کو روسی مصنف اور ناول نگار فیڈور دوستوفسکی (Fyodor Dostoevsky) اپنے ناول "Crime and Punishment" میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے، ناول کا ایک کردار راسکولنکوف (Raskolnikov) نے کہا کہ وہ کسی ایسے شخص کا تصور کر ہی نہیں سکتا جس نے دکھ برداشت نہ کیے ہوں، اس نے مزید کہا کہ وسیع حکمت اور گہرے دل کے لیے دکھ اور درد ناگزیر ہیں۔[127]

والدین کے عمومی اسلوب تربیت سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ دکھ اور درد کی انسانی کامیابیوں میں کیا حیثیت ہے، والدین یہ کوشش کرتے ہیں کہ بچوں کو تکلیف اور چھوٹی موٹی بیماری کے تجربات سے گزرنے دیں، یہ سب کچھ وہ اس لیے کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کی جسمانی ترقی اور حوصلہ مندی کے خواہاں ہوتے ہیں، تکلیف برداشت کرنے کی مشق سے ان کی قوت مدافعت پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں، سی۔ایس۔ لوئیس (م1963ء) ممتاز برطانوی مصنف ہے، ابتدائی طور پر وہ ایک ملحد تھا اور بعد ازاں درمیانی عمر میں اس نے مسیحیت کو قبول کر لیا تھا، اس نے دکھ، مصیبت اور بیماری سے متعلق اپنے ایک خط میں لکھا کہ "اس بات پر ایمان لانا ذرا مشکل ہے کہ تمام مخلوقات پر مصیبت جو خدا نے خود جھیلنے کے لیے نازل کیں بہت ضروری ہوتی ہیں اور وہ یہ اس لیے کرتا ہے تاکہ فانی مخلوقات (آزاد مرضی کے ساتھ) کو غیر خداؤں میں تبدیل کر دے۔"[128] اس نے درد و مصیبت برداشت کرنے کی حکمتوں کو اپنی کتاب "The Problem of Pain" میں واضح کرتے ہوئے لکھا کہ دکھ ہمیں زندگی کے بڑے اہم سوالات کا جواب فراہم کرتے ہیں، وہ لکھتا ہے کہ "ہم یہاں تک کہ خوشی کو بھی نظر انداز کر سکتے ہیں، لیکن درد ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم اس پر نظر کریں، خدا ہمارے ساتھ ہماری خوشی میں سرگوشی کرتا ہے، ہمارے ضمیر میں بولتا ہے، لیکن ہماری تکالیف کے درمیان وہ چیختا ہے، یہ اس کا اس بہری دنیا تک اپنی آواز پہنچانے کا آلہ ہے۔"[129] اس نے اپنی دوسری کتاب (A Grief Observed) میں لکھا کہ تکلیف یا درد کی کیفیت کا اثر ہمارے رویوں پر عالمی تناظر میں ہوتا ہے، انسان مصیبت اور بیماری سے ضرور سبق حاصل کرتا ہے۔[130]

جان۔سی۔ لینوکس (John C. Lennox) یونیورسٹی آف آکسفورڈ میں ریاضی کے استاد ہیں، وہ دیگر سائنسی مباحث کے علاوہ مذہب خصوصاً مسیحیت پر بھی لکھتے ہیں، انہوں نے اپنی کتاب "Where Is God in a Coronavirus World?" میں لکھا کہ چند برس قبل انہیں سینے میں درد محسوس ہوئی، انہیں سمجھ آگئی کہ کوئی بڑا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے، انہیں ہسپتال پہنچا دیا گیا، ڈاکٹر نے بتایا کہ ان کی حالت کافی خراب ہو چکی ہے، اب ضروری ہو چکا ہے کہ وہ اپنی شریک حیات کو آخری بار الوداع کہہ دیں، ڈاکٹرز نے کمال مہارت اور ذمہ داری کا مظاہرہ کیا، انہیں دل کے خطرناک دورے سے محفوظ کر لیا گیا، اس سے قبل وہ مکمل طور پر خوف زدہ ہو چکے تھے، انہوں

نے اپنے اس دکھ ، مصیبت اور بیماری کے تجربے کو اس طرح بیان کیا کہ ایسے واقعات انسان کی زندگی کو بدل کر رکھ دیتے ہیں، ایسے تجربات سے انسان بہت کچھ سیکھتا ہے، ان سے انسان جان لیتا ہے کہ وہ فانی اور بہت کمزور ہے، انسان کو احساس ہوتا ہے کہ اسے زندگی دوبارہ سے مل گئی ہے، ایسے تجربات انسان کو اس کا مقصد حقیقی یاد دلاتے ہیں، ان سے انسان کو ترغیب ملتی ہے کہ اسے اپنے مقصد حیات کی جانب توجہ کرنی چاہیے، سارے شخصی خیالات اور ذاتی تجربات بیان کر کے انہوں نے کہا کہ کورونا وائرس ایک بیماری اور دکھ ہے، اس کے ذریعے ہمارے اندر اعلیٰ درجے کی خصوصیات کا جنم لینا ضروری ہے۔[131]

iv۔ وباانسانوں کو بیداری و تحرک عطا کرتی ہے

مصیبت اور وبا انسانوں کو متحرک و بیدار رکھتی ہے، ہر تکلیف، مصیبت اور بیماری انسانوں کو بیدار رہنے کی دعوت ہے، یہ بیداری اس احساس کا نام ہے جو بندے اور خدا میں مضبوط تعلق کے قیام کے بعد پیدا ہوتا ہے، بائبل کہتی ہے کہ "پس خبر دار رہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے دل خمار اور نشہ بازی اور اس زندگی کی فکروں سے ست ہو جائیں اور وہ دن تم پر پھندے کی طرح ناگہاں آپڑے۔"[132] بیداری اور جاگتا رہنا ہی انسانی عقل و دانش کا ارتقاء ہے، بائبل کہتی ہے کہ "اس لیے تم بھی تیار رہو کیونکہ جس گھڑی تم کو گمان بھی نہ ہوگا ابن آدم آجائے گا۔"[133] بیداری کے اس مفہوم کے پس منظر میں اگرچہ مسیحی عقیدہ کے مطابق حضرت مسیحؑ کی آمد ثانی مراد ہے لیکن گناہوں سے بچنے اور خدا سے تعلق کو مضبوط رکھنا بیداری کے لیے بہت ضروری ہے، یاد رہے کہ ایمانیاتی اعتبار سے یہ بیداری کثیر المقاصد ہے، اس بیداری کے فیضان سے گناہوں کا خاتمہ ہوتا ہے، دلوں کے خمار اترتے ہیں، جنگوں اور زلزلوں کے بعد بحالی کے امکانات واضح ہوتے ہیں، متانت و سنجیدگی میں اضافہ ہوتا ہے، بائبل کہتی ہے کہ "خبر دار! جاگتے اور دعا کرتے رہو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ وہ وقت کب آئے گا۔"[134] ایک دوسرے مقام پر ہے کہ "سب چیزوں کا خاتمہ جلد ہونے والا ہے۔ پس ہوشیار رہو اور دعا کرنے کے لیے تیار۔"[135] ان تعلیمات کے پس منظر میں وبا جاگتے رہنے کا پیغام ہے، یہ تباہ کن بیماری خدا کی جانب سے بیداری کی ایک آواز ہے، یہ ایک ایسی دعوت ہے جس کے نتیجے میں انسان گناہوں سے توبہ کریں گے اور خدا کے قریب ہوں گے، بیماری، وبا اور تکلیف کی آمد سے انسان کے صبر کا امتحان بھی مقصود ہے، یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ کون خدا سے امید رکھتا ہے اور کون ناامید ہو چکا ہے، بائبل کہتی ہے کہ "یہ جان کر کہ مصیبت سے صبر پیدا ہوتا ہے اور صبر سے پختگی اور پختگی سے امید پیدا ہوتی ہے اور امید سے شرمندگی حاصل نہیں ہوتی کیونکہ روح القدس جو ہم کو بخشا گیا ہے اس کے وسیلہ سے خدا کی محبت ہمارے دلوں میں ڈالی گئی ہے۔"[136]

وبا رجوع الی اللہ اور تقوی کے حصول کا باعث ہے۔ تکلیف، بیماری اور وبا خدا کی طرف سے ایک راز ہے۔ اس راز کی حقیقت وہی لوگ جان سکتے ہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں، بائبل کہتی ہے کہ "خداوند کے راز کو وہی جانتے ہیں جو اس سے ڈرتے ہیں اور وہ اپنا عہد ان کو بتائے گا۔"[137] مصیبت اور وبا خدا کی طرف رجوع کا باعث بنتی ہے، خدا جب مصیبت سے بچاتا ہے تو انسان میں ایک زبردست امید پیدا ہوتی ہے، بائبل کہتی ہے کہ "مصیبت کے دن وہ مجھے اپنے شامیانہ میں پوشیدہ رکھے گا۔ وہ مجھے اپنے خیمہ کے پردہ میں چھپالے گا۔ وہ

مجھے چٹان پر چڑھا دے گا۔"[138] مصیبت اور وبا کے ایام میں خدا انسانوں کی دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے، قربانیاں دینے اور دعائیں کرنے سے وبا ختم ہوتی ہے، بائبل کہتی ہے کہ "داؤد نے وہاں خداوند کے لیے مذبح بنایا اور سوختنی قربانیاں اور سلامتی کی قربانیاں چڑھائیں اور خداوند نے اس ملک کے بارہ میں دعا سنی اور وبا اسرائیل میں سے جاتی رہی۔"[139] ایک دوسرے مقام پر دعا کی اہمیت کو اس طرح واضح کیا گیا:

> "اگر تم میں کوئی مصیبت زدہ ہو تو دعا کرے۔ اگر خوش ہو تو حمد کے گیت گائے۔ اگر تم میں کوئی بیمار ہو تو کلیسیا کے بزرگوں کو بلائے اور وہ خداوند کے نام سے اس کو تیل مل کر اس کے لیے دعا کریں۔ جو دعا ایمان کے ساتھ ہو گی اس کے باعث بیمار بچ جائے گا اور خداوند اسے اٹھا کھڑا کرے گا اور اگر اس نے گناہ کیے ہوں تو ان کی بھی معافی ہو جائے گی۔ پس تم آپس میں ایک دوسرے سے اپنے اپنے گناہوں کا اقرار کرو اور ایک دوسرے کے لیے دعا کرو تاکہ شفا پاؤ۔ راست باز کی دعا کے اثر سے بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ ایلیاہ ہمارا ہم طبیعت انسان تھا۔ اس نے بڑے جوش سے دعا کی کہ مینہ نہ برسے۔ چنانچہ ساڑھے تین برس تک زمین پر مینہ نہ برسا۔ پھر اس نے دعا کی تو آسمان سے پانی برسا اور زمین میں پیداوار ہوئی۔"[140]

نیک اور پاک باز لوگوں کی دعا زبردست اثر رکھتی ہے، بائبل کہتی ہے کہ "یسوع نے پھر ان سے کہا تمہاری سلامتی ہو جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے اسی طرح میں بھی تمہیں بھیجتا ہوں۔ اور یہ کہہ کر ان پر پھونکا اور ان سے کہا روح القدس لو۔ جن کے گناہ تم بخشو ان کے بخشے گئے ہیں۔ جن کے گناہ تم قائم رکھو ان کے قائم رکھے گئے ہیں۔"[141] مسیحی فکر میں دعا کو بڑی اہمیت حاصل ہے، مصیبت یا بیماری کی صورت میں دعا تحفظ فراہم کرتی ہے، تمام جسمانی و روحانی ترقیاں پوشیدگی میں دعا کرنے سے حاصل ہوتی ہیں، دعا ایک متحرک و جاندار عمل ہے، یہ خدا سے رابطہ ہے، یہ ہمیشہ زندہ رہنے کا طریقہ ہے، پال-ای-بل ہیمر نے لکھا ہے:

> "چونکہ یہ باتیں درست ہیں تو پھر کوئی ایمان دار بھی ریٹائر نہیں ہو سکتا اور نہ اس کی زندگی کا کوئی حصہ بے پھل رہ سکتا ہے۔ دعا اور شفاعت کے وسیلہ سے وہ معذور یا بیمار ہوتے ہوئے بھی اتنا ہی میدان جنگ میں کارآمد ہو سکتا ہے جتنا کے دوسرے سر گرم عمل اشخاص۔ منادی کرنے، گیت گانے یا کنونشن وغیرہ کا انتظام کرنے کی نسبت دعا کے لیے زیادہ کردار پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ متعدد ایسے عمر رسیدہ ایمان دار ہیں جو یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ بے کار اور بے مصرف ہیں۔ اگر وہ یہ جان لیں کہ دعا ہی وہ سب سے اہم بات ہے جو ایک شخص خدا یا انسان کے لیے کر سکتا ہے اور اپنی زندگی کو دعائیہ زندگی بنائیں تو وہ قوموں میں تہلکہ مچا سکتے ہیں کیونکہ یہ دعا گو ایمان دار ہی ہیں جو یہ کر سکتے ہیں۔"[142]

بیماری یا وبا میں دعا کے ذریعے نہ صرف یہ کہ تحفظ و سکون حاصل کیا جا سکتا ہے بلکہ خدا کا قرب اور پاکیزگی بھی حاصل ہو سکتی ہے، مسیحی نظریہ کے مطابق دعا ایک عبادت ہے، اس کے لیے کوئی بھی طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے، دعا کے ذریعے انسانی روح خدا تک رسائی حاصل کرتی ہے، خدا کی تعریف و توصیف، اپنے گناہوں کا اعتراف اور مصیبت سے نجات کی استدعا سب کچھ دعا میں شامل ہے، سچی دعا وہ ہے جس میں انسان خدا کی مرضی کو جانتا اور اسے قبول کر لیتا ہے،[143] یاد رہے کہ دعا اس انسانی عزم کا اعادہ ہوتی ہے کہ وہ خدا

کی ذات کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرے گا اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرے گا، خدا کے دربار میں دعا کے ساتھ ساتھ قربانی کی بھی بڑی اہمیت ہے، بائبل میں حضرت داؤدؑ کی طرف سے کرائی گئی مردم شماری کا ذکر ہے، مسیحی عقیدہ ہے کہ آپ نے غرور کی وجہ سے مردم شماری کرائی، بائبل کے مطابق آپ نے مردم شماری کی بنا پر فوج پر بھروسہ کیا اور خداوند کی طاقت کو نظر انداز کیا، خدا نے آپ کو اس ناپسندیدہ عمل کی وجہ سے تینوں میں سے کسی ایک سزا کو قبول کرنے کی پیش کش کی، اول یہ کہ ملک میں سات سال کال رہے، دوم یہ کہ تین مہینوں تک اپنے دشمنوں سے بھاگتا پھرے، تیسرا یہ کہ تین دن تک مملکت میں مَری (وبا) ہو۔ حضرت داؤدؑ نے کہا کہ ہم انسانوں کے ہاتھوں میں نہیں بلکہ خدا کے ہاتھوں میں پڑنا قبول کرتے ہیں، پھر خداوند نے تین دن تک مَری بھیجی تو ستر ہزار آدمی مر گئے، فرشتہ سارے یروشلم کو برباد کرنے کو تھا، لیکن خدا نے اسے اروناہ (ارنان) کے کھیت میں روک دیا، حضرت داؤدؑ نے خدا سے کہا کہ وہ کیوں بنی اسرائیل کو ہلاک کر رہا ہے جبکہ اس کا اپنا گھرانہ گناہ کا مرتکب ہوا ہے، خدا نے جاد کی معرفت حضرت داؤدؑ کو جواب دیا کہ وہ ارو ناہ کے کھلیان پر ایک مذبح بنائے، چنانچہ آپ نے فوری طور پر ارو ناہ یبوسی سے جگہ خریدنے کے انتظامات کئے، گو ارو ناہ ایک غیر قوم تھا اس نے نہ صرف بغیر کسی قیمت کے کھلیان کی پیش کش کی بلکہ قربانی کے لیے بیل، ایندھن اور اوزار پیش کیے، آپ نے بہت خوبصورت جواب دیا کہ میں خداوند اپنے خدا کے حضور ایسی سوختنی قربانیاں نہیں گزرانوں گا جن پر میرا کچھ خرچ نہ ہوا ہو۔ آخر کار حضرت داؤدؑ نے وہ بیل اور کھلیان چاندی کے پچاس مثقال دے کر خرید لیے، جب قربانی چڑھائی گئی تو وبا جاتی رہی۔[144]

مصیبتیں، بیماریاں اور وبائیں اس امر کا تقاضا کرتی ہیں کہ انسان توبہ کرے، پیلاطُس 25ء سے 35ء تک یہودیہ یعنی ارض اسرائیل کے ایک حصے کا حاکم رہا، اس کی ضد، سنگ دلی اور ظالمانہ روش کی نشاندہی بائبل میں کی گئی ہے، اس نے ہیکل میں عبادت میں مشغول لوگوں کو قتل کیا، شیلوخ کا برج گرا اور وہاں موجود اٹھارہ لوگ جان سے گئے، ان واقعات کو بائبل نے اس طرح بیان کیا ہے:

> "اس وقت بعض لوگ حاضر تھے جنہوں نے اسے ان گلیلیوں کی خبر دی جن کا خون پیلاطس نے ان کے ذبیحوں کے ساتھ ملایا تھا۔ اس نے جواب میں ان سے کہا کہ ان گلیلیوں نے جو ایسا دکھ پایا کیا وہ اس لیے تمہاری دانست میں اور سب گلیلیوں سے زیادہ گنہگار تھے؟ میں تم سے کہتا ہوں کہ نہیں بلکہ اگر تم توبہ نہ کروگے تو سب اسی طرح ہلاک ہوگے۔ یا کیا وہ اٹھارہ آدمی جن پر شیلوخ کا برج گرا اور دب کر مر گئے تمہاری دانست میں یروشلم کے سب رہنے والوں سے زیادہ قصور وار تھے؟ میں تم سے کہتا ہوں کہ نہیں بلکہ اگر تم توبہ نہ کروگے تو سب اسی طرح ہلاک ہوگے۔"[145]

پیلاطُس نے ظلم کیا، اس ظلم کے خاتمے کا علاج بھی توبہ بتایا گیا، جبکہ شیلوخ کے برج کے گرنے کو حادثہ بھی قرار دیا جائے تو اس کا علاج بھی توبہ ہے، یعنی ظلم وستم اور حادثات و سانحات سے تحفظ کا راستہ توبہ ہے، پیغام یہ دیا گیا کہ اگر زندہ بچ جانے والے لوگ بھی توبہ نہ کریں گے تو وہ مظالم یا آفات کا شکار کر دیئے جائیں گے، دلیل یہ دی گئی کہ ظلم یا حادثہ کا شکار ہونے والے زندہ بچ جانے والوں سے زیادہ گنہگار نہیں تھے، اس پس منظر میں کورونا وائرس کے دوران خدا کا واضح پیغام یہ ہے کہ ابھی بھی وقت ہے توبہ کی جائے، کیونکہ کورونا وائرس کے نتیجے میں جان کی بازی ہار جانے والے لوگ بچ جانے والوں کی نسبت زیادہ غلط کار نہ تھے، جان پائپر (John

(Piper) اپنی کتاب "Coronavirus and Christ" میں کورونا وائرس کے ایام کے پس منظر میں مسیحی تصور توبہ کو اس طرح واضح کرتے ہیں:

> "اس سے میں اس نتیجے پر پہنچتا ہوں کہ اس طرح کے تمام مصائب میں خدا کے پاس ایک رحم سے بھرا پیغام ہوتا ہے۔ پیغام یہ ہے کہ ہم سب گنہگار ہیں جن کا ہلاک ہونا لازمی امر ہے اور آفات خدا کی طرف سے رحم بھرا بلاوا ہیں کہ ابھی جب وقت باقی ہے تو ہم توبہ کریں۔ یسوع نے مرنے والوں کے بجائے زندہ لوگوں کی بات کی اور بنیادی طور پر یہ کہا کہ میں مردہ لوگوں کے بجائے تمہاری بات کرتا ہوں۔ ایسا کرنا زیادہ ضروری ہے۔ جو کچھ ان کے ساتھ ہوا اس کا تعلق تم سے ہے۔ تمہارا سب سے بڑا مسئلہ ان کا گناہ نہیں بلکہ تمہارا اپنا گناہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ کورونا وائرس کی وبا کے دوران دنیا کے لیے خدا کا پیغام یہی ہے۔ ابھی جب کہ وقت باقی ہے تو وہ دنیا کو توبہ کی طرف بلا رہا ہے۔"[146]

توبہ کا وسیع تر مفہوم یہ ہے کہ انسان دل و جان اور عقل و شعور کی پوری طاقت کے ساتھ خدا کی طرف پلٹ جائے، گناہ اور خود غرضی کی زندگی کو خیر باد کہہ کر خدا کی طرف توجہ کرلے، یہ رویہ عارضی افسوس کا نہیں ہوتا، اس کے نتیجے میں خیالات و افکار اور اعمال و ترجیحات میں مثبت تبدیلی آتی ہے، مسیحی نقطۂ نظر سے توبہ ایمان کا لازمی جزو ہے، بائبل ہر لحظہ توبہ کی طرف مائل کرتی ہے،[147] یہ صراحت بھی کی گئی ہے کہ توبہ خدا کی طرف سے بخشش ہے، جب تک خدا ایسا کرنے کے لیے اپنا فضل نہ فراہم کرے انسان توبہ نہیں کر سکتا[148]، اس پس منظر میں وبا کا مقصد انسان کو توبہ کی مہلت فراہم کرنا ہے، توبہ کے نتیجے میں بندے اور خدا کے تعلق میں زبردست استحکام آتا ہے۔

دکھ، مصیبت، بیماری اور ظلم کے ایام میں بھی نیک کام جاری رکھے جائیں، بائبل کہتی ہے کہ "جب میرے سبب سے لوگ تم کو لعن طعن کریں گے اور ستائیں گے اور ہر طرح کی بری باتیں تمہاری نسبت ناحق کہیں گے تو تم مبارک ہو گے۔ خوشی کرنا اور نہایت شادمان ہونا کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر بڑا ہے۔"[149] ایک دوسری جگہ بیان ہوا ہے کہ "خبردار! کوئی کسی سے بدی کے عوض بدی نہ کرے بلکہ ہر وقت نیکی کرنے کے درپے رہو۔"[150] گناہوں سے دوری بہر صورت ضروری ہے، بائبل کہتی ہے کہ "میں ان تمام گناہوں کو جن سے تم گنہگار ہوئے دور کرو اور اپنے لیے نیا دل اور نئی روح پیدا کرو۔ اے بنی اسرائیل تم کیوں ہلاک ہو گے؟ کیونکہ خداوند خدا فرماتا ہے مجھے مرنے والے کی موت سے شادمانی نہیں۔ اس لیے باز آؤ اور زندہ رہو۔"[151] وبا کے دوران اگر انسان نیکی کا دامن تھامے رکھے تو اس پر خدا کا ردعمل یہ ہو گا:

> "میں تم کو نیا دل بخشوں گا اور نئی روح تمہارے باطن میں ڈالوں گا اور تمہارے جسم میں سے سنگین دل کو نکال ڈالوں گا اور گوشتین دل تم کو عنایت کروں گا۔ اور میں اپنی روح تمہارے باطن میں ڈالوں گا اور تم سے اپنے آئین کی پیروی کراؤں گا اور تم میرے احکام پر عمل کرو گے اور ان کو بجالاؤ گے۔ اور تم اس ملک میں جو میں نے تمہارے باپ دادا کو دیا سکونت کرو گے اور تم میرے لوگ ہو گے اور میں تمہارا خدا ہوں گا۔"[152]

خطرے اور خوف کی حالت میں بھی نیکی کے فروغ اور بدی کے خاتمے کے لیے فعال رہنا حضرت مسیحؑ کا اسوہ ہے۔ نیکی، اصلاح اور فلاح کے ضمن میں لوگوں کا عقیدہ بھی نہ دیکھا جائے بلکہ تمام مذاہب کے حاملین کا بھلا کیا جائے، یہ ہدایت کی گئی کہ "پس جہاں تک موقع ملے سب کے ساتھ نیکی کریں خاص کر اہل ایمان کے ساتھ۔"[153] کورونا وائرس نے تمام مذاہب کے لوگوں کو پریشان کر رکھا ہے، خدا کی مرضی یہ ہے کہ اس کے نیک بندے انسانوں کے لیے آسانیوں کو تلاش کریں، لوگ خود غرضی کے بجائے انسانی خدمت کو شعار بنائیں، وہ محض اپنی اور اپنے خاندان کی جان کی فکر نہ کریں بلکہ عالمگیر محبت کو فروغ دیتے ہوئے تمام انسانوں کی فلاح و ترقی اور تحفظ و سلامتی کے لیے اپنی صلاحیتیں استعمال کریں، یاد رہے کہ صالحین اور متقین کا خدا کے ہاں بڑا مقام ہے، بائبل میں بعض ایسی وبائیں مذکور ہیں جو کسی نیک کام کی شفاعت کے نتیجے میں ختم ہو گئیں، کسی نیک عمل کے نتیجے میں بھی وبا کا رکنا بائبل سے ثابت ہے، نیک آدمی کی شفاعت کے ضمن میں ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے، بنی اسرائیل کے بعض لوگوں نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ پر الزام لگایا کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو قتل کرایا ہے، لوگوں کی اس حرکت پر خدا نے اپنے غضب میں انہیں تباہ کر دینے کی دھمکی دی لیکن حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ خیمۂ اجتماع کے سامنے آئے تا کہ ان کے لیے شفاعت کریں، خصوصاً حضرت ہارونؑ بخوردان لے کر جماعت کے درمیان آئے اور لوگوں کے لیے کفارہ دیا تب وبا موقوف ہو گئی، تاہم اس کے باوجود چودہ ہزار سات سو آدمی وبا سے مر گئے۔ سرداروں نے جماعت سمیت حضرت ہارونؑ کی کہانت کو چیلنج کیا تھا لیکن آپ کی کہانتی شفاعت کی وجہ سے وبا موقوف ہو گئی۔[154] بعض اوقات کسی شخص کے کسی خاص موقع پر کیے گئے نیک کام کے نتیجے میں بھی خدا نے وبا کا خاتمہ کر دیا۔ اس ضمن میں ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کے بعض لوگوں نے عورتوں سے زنا کیا اور وہ بت پرستی کے مرتکب بھی ہوئے۔ ان گناہوں کی پاداش میں خدا نے ان کی لشکر گاہ میں وبا بھیجی جس سے ان کے چوبیس ہزار لوگ مر گئے۔ ان میں سے تئیس ہزار محض ایک دن میں مرے۔[155] ایک شخص فیحاس نے ایک زانی جوڑے یعنی مرد و عورت کو سزا دینے کے لیے ان کا پیٹ چھید دیا۔ فیحاس کے اس بہادرانہ اور نیک عمل سے وبا رک گئی۔[156] مسیحی روایات کے مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ وبائیں انسانوں کو توبہ، دعا، تقویٰ، صبر، رجوع الی اللہ، خدا کی راہ میں قربانیاں دینے یعنی صدقہ و خیرات کرنے اور انسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے متحرک رہنے کے مواقع فراہم کرتی ہیں۔

5۔ خلاصہ بحث

تمام گزارشات کا حاصل یہ ہے کہ مسیحی نقطۂ ہائے نظر کے مطابق وبائیں خدا کی طرف سے آتی ہیں، بائبل میں بہت سی وبائیں مذکور ہیں جنہیں عمومی طور پر آسمانی تازیانہ سمجھا گیا ہے، اس بات کا ذکر بھی موجود ہے کہ بنی اسرائیل نے وبا سے بچنے کے لیے قرنطینہ کا طریقہ بھی اختیار کیا، بعض بیماریوں کے لیے قرنطینہ کی مدت سات دن تھی اور بعض کے لیے غیر معینہ مدت تھی، مسیحیت کی تعلیمات کے مطابق خدا ایک بزرگ و برتر ہستی ہے، بندوں کے لیے بہت ضروری ہے کہ ہر قسم کے حالات میں اس پر کامل یقین و بھروسہ رکھیں، وہ وباؤں سمیت تمام اقسام کی آفات کو ختم کرنے کی پوری طاقت رکھتا ہے، وہ انسانوں کو بے مقصد مصائب کا شکار نہیں کرتا،

البتہ یہ کہنا درست نہیں کہ ہر وبا انسانوں کے گناہوں کا نتیجہ ہوتی ہے، خدا کی بہت سی حکمتیں انسانوں کے لیے ناقابل فہم ہوتی ہیں، شیطان اپنی مرضی سے لوگوں کو وباؤں میں مبتلا کر سکتا ہے لیکن وہ اس ضمن میں خدا کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ مسیحی فکر کے تناظر میں وباؤں کی آمد کے متعدد اسباب ہیں، کبھی یہ لوگوں کے گناہوں کی سزا ہوتی ہیں، کبھی ان کی حیثیت محض ایک تنبیہ کی ہوتی ہے، کبھی انہیں قیامت کا پیش خیمہ سمجھا جاتا ہے، کبھی یہ انسانوں کے لیے ان کی نیت و صلاحیت کا امتحان ہوا کرتی ہیں، یہ موقع فراہم کرتی ہیں کہ انسان معافی، توبہ، امید اور اصلاح احوال کے ذریعے خدا کے ساتھ اپنے تعلق کو بہتر کر لے، کبھی یہ ایمانیاتی بیداری اور تحرک کی ترغیب فراہم کرتی ہیں۔ مسیحیت پر یقین رکھنے والوں کے لیے ان میں سے کوئی ایک یا تمام باتوں سے اتفاق رکھنے میں کوئی عار نہیں، تسلی بخش امر یہ ہے کہ خدا نے انسانوں کو ایسی صورت حال میں تنہا اور بے یار و مددگار نہیں چھوڑا بلکہ قابل قدر رہنمائی اپنے کلام کی شکل میں عطا کر رکھی ہے۔

References

[1] زیر نظر مضمون وبائی امراض کی تاریخ اور ان سے متعلق مختلف مذہبی نقطۂ ہائے نظر کے بارے میں مضامین کے ایک سلسلے کا حصہ ہے۔ اس ضمن میں دیگر مباحث خصوصاً وباؤں سے متعلق اسلامی نقطۂ ہائے نظر کے مطالعہ کے لیے درج ذیل دو مضامین ملاحظہ ہوں:

i۔ ڈاکٹر محمد ضیاء الحق اور ڈاکٹر محمد ریاض محمود کا مضمون بعنوان "وبائی امراض کی حیثیت و نوعیت: اسلامی نقطۂ ہائے نظر" (مجلہ القلم، جامعہ پنجاب، لاہور، جون 2021ء، ج:26، شمارہ:1، ص:169-197)

ii۔ ڈاکٹر محمد ضیاء الحق اور ڈاکٹر محمد ریاض محمود کا مضمون بعنوان "وبائی امراض کی تاریخ اور ان کے اثرات: فکر اسلامی کے تناظر میں تحقیقی مطالعہ" (مجلہ فکر و نظر، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، جنوری-مارچ 2020ء، ج:57، شمارہ:3، ص:101-142)

[2] ایف — ایس- خیر اللہ، قاموس الکتاب، مسیحی اشاعت خانہ، 36-فروزپور روڈ، لاہور، 1990ء، ص:120-125

[3] گنتی 11:33؛14:37؛16:46؛25:9

[4] 2۔ سموئیل 24:15

[5] 2۔ سلاطین 19:35

[6] خروج 9:15

[7] یرمیاہ 14:12؛21:7؛24:10؛ حزقی ایل 7:15؛12:16

[8] خروج 7:14-25

[9] خروج 8:1-15

[10] خروج 8:16-19

[11] خروج 8:20-32

[12] خروج9:1-7

[13] خروج9:8-12

[14] خروج9:13-35

[15] احبار13:2-17

[16] ایوب2:7

[17] استثنا28:27

[18] احبار13:2

[19] احبار13:29-37

[20] احبار13:38-39

[21] احبار22:22

[22] احبار13:10،19؛14:56

[23] استثنا28:27

[24] 1۔ سموئیل6:5؛2۔ سلاطین19:35

[25] استثنا28:22؛احبار21:20

[26] استثنا28:22

[27] لوقا4:38؛احبار26:16

[28] اعمال28:8

[29] اعمال12:23

[30] 2۔ سلاطین6:18

[31] لوقا4:43،44

[32] 2۔ تیمیتھیس2:17،18

[33] لوقا14:2،4

[34] لوقا1:20-22؛1۔ سموئیل25:36،38

[35] 2۔ سلاطین4:18

[36] متی4:24؛8:6؛9:2،6؛مرقس2:3،4،5،9،10

[37] ولیم میکڈونلڈ، تفسیر الکتاب (پیدائش-استثنا)، مترجم: بشپ سموئیل ڈی-چند، مسیحی اشاعت خانہ،36-فروزپور روڈ،لاہور،2020ء،ص:124-127

[38] ایف–ایس-خیر اللہ، قاموس الکتاب،ص:748

[39] احبار13:1-6

[40] احبار13:1-46

[41] احبار 46:13

[42] احبار 59-1:13

[43] Pervez Hoodbhoy, Corona - our debt to Darwin, Daily Dawn, Karachi, 4 April 2020

[44] 1۔ تھسلنیکیوں 10،9:5

[45] 2۔ کرنتھیوں 15:12

[46] یعقوب 15-13:4

[47] 1۔پطرس 25،24:1

[48] متی 24:7

[49] یوحنا 68:6

[50] زبور 19:94

[51] زبور 19،18:34

[52] یسعیاہ 13،12:8

[53] مرقس 11:1

[54] اعمال 25:17

[55] زبور 19:31

[56] میکاہ 13:4؛ زکریاہ 5:6؛14:4

[57] پیدائش 13:16

[58] خروج 26:15

[59] خروج 5:20

[60] دانی ایل 7:12؛34:4

[61] زبور 1:23

[62] خروج 13:31

[63] نوحہ 33،32:3

[64] یسعیاہ 10،9:46

[65] یرمیاہ 12:1

[66] دانی ایل 35:4

[67] زبور 6:135

[68] اعمال 25:17

[69] لوقا8:25

[70] ایوب32:36

[71] یوناہ4:7

[72] یوناہ2:10

[73] متی10:29

[74] زبور105:61

[75] یشوع10:12،13

[76] لوقا5:24،25

[77] متی8:15

[78] متی4:23

[79] یعقوب4:13-15

[80] استثنا32:39

[81] ایوب12:13

[82] زبور147:5

[83] رومیوں11:33

[84] رومیوں8:35-37

[85] رومیوں8:38-39

[86] پیدائش50:20

[87] متی10:29-31

[88] افسیون1:11

[89] امثال28:26

[90] امثال3:5،6

[91] یسعیاہ2:22

[92] افسیون1:8،9

[93] زبور40:5

[94] رومیوں11:33

[95] یوحنا4:44

[96] لوقا13:16

[97] اعمال10:38

[98] ایوب1:12

[99] ایوب2:6،7

[100] لوقا22:31،32

[101] 2۔ کرنتھیوں12:7-9

[102] پیدائش3:1-19

[103] رومیوں5:12

[104] رومیوں8:20-22

[105] 1۔ پطرس4:17،18

[106] اعمال12:23

[107] رومیوں1:18

[108] رومیوں1:27

[109] عبرانیوں12:5،6

[110] ایوب1:1

[111] یوحنا9:1-3

[112] Andrew Cunningham, Epidemics, Pandemics, and the Doomsday Scenario (Johns Hopkins University Press: September/ October 2008),PP29-31, Historically Speaking, Vol. 9, No. 7, Doi:http:/doi.arg/10.1353/hsp.2008.0035

[113] متی24:3-14

[114] متی4:3؛1۔ تھسلنیکیوں3:5

[115] عبرانیوں4:15

[116] پیدائش21:1،2

[117] ایوب23:10

[118] 1۔ پطرس1:7؛4:12،13؛یعقوب1:2،12

[119] رومیوں8:1

[120] 1۔ تھسلنیکیوں5:9

[121] 1۔کرنتھیوں15:55-58

[122] فلپیوں1:23

[123] 2۔ تمیتھیس2:12

[124]2۔ کرنتھیوں17:4

[125]زبور71:119

[126]عبرانیوں8:5

[127] Fyodor Dostoevsky, Crime and Punishment (Clayton, 2005) ,P:233

[128]C.S Lewis, Collected Letters, Vol. 3(New York, 2000), P: 520

[129] C.S Lewis,The Problem of Pain (Geoffrey Bles, 1940), P: 81

[130] C.S Lewis, A Grief Observed (UK, Faber and Faber, 1961) ,P:1-160

[131] John C.Lennox, Where Is God in a Coronavirus World? (UK. The Good Book Company, 2020), P:15-17

[132]لوقا34:21

[133]متی44:24

[134]مرقس33:13

[135]1۔پطرس7:4

[136]رومیوں5:3-5

[137]زبور14:25

[138]زبور5:27

[139]2۔ سموئیل25:24

[140]یعقوب5:13-18

[141]یوحنا20:21-23

[142]پال—ای-بل ہیمر، مصیبت میں تربیت، مترجم: وکلف اے سنکھ، مسیحی اشاعت خانہ،36-فیروزپور روڈ،لاہور،2015ء، ص:119-120

[143]مرقس24:11

[144]1۔تواریخ21:25؛2۔سموئیل24:15-25

[145]لوقا13:1-5

[146] John Piper, Coronavirus and Christ (USA, Wheaton, 2020),P: 79,80

[147]مرقس1:15؛لوقا3:13؛اعمال17:30

[148]اعمال5:31؛11:18

[149]متی5:11-12

[150]1۔ تھسلنیکیوں15:5

[151]حزقی ایل18:31،32

[152] حزقی ایل 36:26،27

[153] گلتیوں 6:10

[154] ولیم میکڈونلڈ، تفسیر الکتاب (پیدائش-استثنا)، گنتی 16:41-50، مترجم: بشپ سموئیل ڈی-چند، مسیحی اشاعت خانہ، 36-فیروزپور روڈ، لاہور، 2020ء، ص:266

[155] 1۔کرنتھیوں 10:8

[156] ولیم میکڈونلڈ، تفسیر الکتاب (پیدائش-استثنا)، گنتی 25:8:13، ص:277